بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

(۱)

اسلامی عبادات کے تمام انوار افروز اسباق حج جیسی عظیم عبادت کے بھی اسباق ہیں اور کچھ زیادہ زور و اثر کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ یہاں ہم صرف ایک کلمے کو محور بنا کر دو چار ضروری باتیں عرض کرتے ہیں۔

"حاضر! اے میرے اللہ! غلام حاضر!" ——— "حاضر!......

گھر سے لے کر جزیرۃ العرب میں واقع خدا کے گھر تک یہ ایک کلمہ بار بار گونجتا رہتا ہے۔ جسے تلبیہ کہتے ہیں۔ لفظوں کے پردے اٹھا دیجیے، اس رُوح حقیقت کو دیکھیے جو پروگیہائے حروف کے پیچھے ہے۔

ہم دنیا میں بہت سی ایسی باتیں کہتے اور سنتے ہیں جن کے صرف لفظ گونجتے ہیں اور ان لفظوں کی دیواروں کے پیچھے جو حقیقتیں چھپی ہوتی ہیں، ان تک ہماری نظر جاتی ہی نہیں۔ اپنے روزمرہ بولے سُننے اور پڑھے لکھے جانے والے لفظوں پر کسی دن غور کیجیے۔ یہی زیادتی خدائی کلام اور خدائی کلمات اور عبادات کے الفاظ کے ساتھ بھی جاری رہتی ہے۔ آیئے عبادتِ حج کے چند کلمات کو ہم ان کے معنی کے لحاظ سے دیکھتے ہیں۔

کیا آپ ہم نے کبھی یوں محسوس بھی کیا کہ "حاضر، غلام حاضر!" کا مطلب کیا ہے۔ مطلب سیدھا سادا ہے کہ اے اللہ صرف آپ ہمارے آقا اور رب و الٰہ ہیں اور ہم صرف آپ کے حکموں میں

جکڑے ہوئے غلام ہیں۔ ہم دُنیا کے جنگل اور مصروفیات کے جنگل سے نکل کر براہ راست آپ کے گھر میں غلامی کے اقرار کے ساتھ پیش ہوگئے ہیں۔ ہمیں حکم فرمایئے ــــ مال، اولاد، سر، سینہ، رگوں کا لہو، عہدہ وجاہ سب کچھ حاضر!

پھر یہ ایک لمحے کے لیے محسوس کر کے بھلا دینے کی بات نہیں، بلکہ بعد کی ساری عمر میں یاد رکھنا ہے کہ وہ مالک ہے اور ہم غلام۔ اس نے جو حکم دیئے ہیں اُن کے سامنے سرِ تسلیم خم رہے گا، جو قانون بنا دیئے ہیں وہ آخری معیار فیصلہ ہوں گے، جو شریعت مقرر کی ہے وہ بسروچشم قبول ہے گی۔ ہم بندے ہیں، ہم غلام ہیں، ہم پابند احکام ہیں۔ کوئی چون و چرا نہیں، کوئی بحثا بحثی نہیں، نکل بھاگنے کی کوئی کوشش نہیں، حکم کی مشکل کو آسان کرنے کے لیے کوئی ہیر پھیر نہیں۔ ہم ویسے غلام ہیں جیسے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (میں ڈوبنے اور غائب ہونے اور زوال پانے والوں کو پسند نہیں کرتا) کے نقطۂ آغاز سے چل کر یہ واضح اعلان کیا تھا کہ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (انعام ۷۹) مطلب یہ تھا کہ میں نے ہر طرف سے منہ موڑ کر اپنا رُخ سیدھا اُس ہستی واحد کی طرف کر لیا، جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور پھر اسے اپنا خدا اور معبود ماننے اور اس کی غلامی اختیار کرنے کے بعد اس کی طرف سے ذرا سا اشارہ ہونے پر بڑھاپے کے عزیز ترین نوعمر بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اسی واقعہ کی یاد کے طور پر آج مکہ میں علامتی طور پر جانوروں کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔ اور ان کو پیش کرتے ہوئے گویا جذبہ وہی ہوتا ہے (یا ہونا چاہیے) کہ غلام حاضر ہے اور غلام ہر چیز کو، حتیٰ کہ اپنے بیٹوں کو آپ کے حکم پر قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

بات اگر صرف بھکشوؤں والی تبلیغ کی ہوتی ہے، جو اہل جاہ، اہلِ منکر اور اہلِ فساد کے رویوں سے تعرض کیے بغیر ایک طرف سے کنی کاٹ کر گذر جاتی ہو، تو پھر ان قربانیوں کی کہانیاں تازہ کرنے اور بار بار نئے عہد لینے کی ضرورت نہ تھی۔

ہمارے حاجی صاحبان، خدا ان کی تعداد بڑھائے۔ کاش کہ یہ مستقل جذبہ حج سے واپسی پر پلے باندھ کے لائیں کہ "حاضر، اے میرے اللہ! ــــ غلام حاضر!" ــــ اور پھر یہ حج کرنے والا غلام

کسی بے دینی اور کسی ضلالت اور کسی منکر اور کسی حرام سے سمجھوتہ نہ کرے۔

اگر ایسا ہو تو دین کی دعوت بھی گلی گلی، گھر گھر پھیل جائے گی اور پوری فضا انقلاب کے لیے بھی جلد تیار ہو جائے گی۔ اس کا اثر دستور اور پارلیمنٹ، سیاست اور تعلیم، ادب اور صحافت، نیز اقتصاد و معیشت پر پڑے گا۔

مگر پہلے اللہ کے کچھ سچے غلام چاہئیں، خواہ وہ تھوڑے ہوں!

حج کا ایک بڑا مقصد خدا کے ایسے سچے غلام پیدا کرنا ہے۔

---

(۲)

آج وہ مہینہ سامنے آجاتا ہے جب کہ عین مرحلہ آزادی میں مسلمانوں کے لیے ۱۹۴۷ء میں بھرپور طور پر بھارتی بہیمیت کی خونیں فصلِ بہار آئی تھی۔ نہ صرف ہر سال پچھلے زخم تازہ ہو جاتے ہیں اور ناسوروں کے پھول کھل اٹھتے ہیں۔ بلکہ آج جو مسلم کشی کی لہر رمضان اور عید رمضان سے لے کر اب تک چل رہی ہے، اس کے لرزہ خیز واقعات ہر حساس مسلمان کے سینے کو کھرچنے سے کھرچتے ہیں۔ زندگی کے تمام لطف، قوت و شوکت کے سارے تذکرے، دولت و تعیش کے سارے اسباب منہ بگاڑ بگاڑ کر ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اِس حال میں ہر خندہ و تبسم ایک جھوٹ معلوم ہوتا ہے۔ اور ہر دعوائے قوت اور نعرۂ اعدا کشی بچوں کا کھیل تماشا لگتا ہے۔ سچ ہے:

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت
مزاجِ تو از حالِ طفلی نگشت

پوری دُنیا کی مسلمان ملت پر شاید بے حسی اور بے حمیتی اور مداہنت کا ایسا دور بروقت کبھی نہ آیا ہوگا (مجاہدین کی صفوں کے استثنیٰ کے ساتھ)، وہی نقشہ ہے کہ ہماری تعداد بہت ہے مگر ہم پر چاروں طرف سے ظالم اور مفسد قوتیں ٹوٹی پڑ رہی ہیں اور ہمارے پاس تقریروں اور قراردادوں کے سوا کچھ نہیں۔ یہ وہی حالتِ "وَھْن" ہے جس کا اندیشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے دلایا تھا۔

اور اب تو ہماری بد اعمالیوں، کوتاہ کاریوں اور نالائقیوں کے نتیجے میں کئی اطراف سے کئی شکلوں میں عذابِ الٰہی کے کوڑے ہم پہ برس رہے ہیں۔ اللہ معاف فرما کر ہدایت دے۔ ہم آزادی کی جھلک اُسی دن دیکھ سکیں گے جس دن اسلام یہاں کارفرما ہو گا۔

---

(۳)

حج کی آمد کے ساتھ حج کی قربانیوں کا تصور کرتا ہوں تو بھارت کا یہ منظر بڑا عبرت آفریں بن جاتا ہے کہ میرٹھ اور دہلی میں ایک نئی قربان گاہ کھلی ہے جو مسلسل توسیع پا رہی ہے۔ اور اس قربان گاہ میں بھیڑوں، بکریوں، دُنبوں اور اُونٹوں یا دوسرے چوپایوں کی جگہ مسلمان مرد، عورتیں اور بچے ذبح ہو رہے ہیں اور قصاب نہ صرف انتہائی متعصب، خونخوار، ترشول بردار ہندو جنونی ہیں، بلکہ ان کا ساتھ دیتے ہیں اور ان کو تحفظ دینے میں پولیس اور فوج دونوں انسانی اقدار سے بالکل خالی ہیں۔ حد یہ ہے کہ زندہ انسانوں کے اعضا کاٹے جاتے ہیں، آگ میں ان کو جلایا جاتا ہے، قطاروں میں کھڑے کر کے گولیاں ماردی جاتی ہیں۔ اور پھر بڑے بڑے گڑھے کھود کر سینکڑوں لاشوں کو اکٹھے بے غسل و کفن دفن کر دیا جاتا ہے، کوئی تفتیش نہیں، کوئی مقدمہ نہیں، کوئی عدالت نہیں۔
یوں سمجھئے کہ ایک بڑا مقتل ہے جس میں بہیمانہ مزاج کی کئی کئی منظم اور غیر منظم ٹولیاں شریک جرم ہیں[1]۔

---

[1] ایک مسلم دشمن ملک کی بہیمانہ حرکات پر آواز بلند کرتے ہوئے یہ حقیقت باعثِ شرم بنتی ہے کہ خود ہمارے ہاں تخریب کاری، تباہ کاری، خونریزی اور تصادم کے خوفناک حادثات پیش آرہے ہیں۔ ہم لوگ آپس میں صوبائی، لسانی اور نسلی گروہ بندیاں بنا کر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ اور ایسے ایسے مظالم سامنے آرہے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسانیت رخصت ہو گئی ہے اور محض ایک حیوان باقی رہ گیا ہے۔ آپ ہزار دشمنوں اور جاسوسوں اور کسی خفیہ ہاتھ کو حالات کا ذمہ دار ٹھہرائیں، مگر حکومت سے لے کر عوام تک ہم سب ذمہ دار ہیں اور اس ذمہ داری کا بوجھ ہم اُتار کے پھینک نہیں سکتے۔

اور حکومت، قانون، عدالتوں، پولیس، فوج، صحافت اور ادیبوں میں سے اتنے بڑے ظلم اور جرم کو، ظلم اور جرم کہنے والا تک کوئی نہیں ـــــــ روک تھام کرنے کا کیا سوال ـــ مسلم دشمنی کا جو جنون منو مہاراج، چانکیہ جی اور سردار پٹیل بھارتی قوم کو دے گئے ہیں، اس کے آگے تو راجیو گاندھی صاحب بھی نہیں کھڑے ہو سکتے ـ کھڑے کیا، وہ دو لفظ بھی مسلمانوں کی مظلومیت پہ نہیں بول سکتے ـ ایک تباہی زدہ علاقے میں گئے تو ہندو کا گھر دیکھا کہ اُسے کتنا نقصان پہنچا ـ کسی مسلمان کے نہ گھر جا سکے، نہ ان کی یک طرفہ تباہی پہ بات کر سکے ـ نہ ان کی لاشوں اور ان کے زخمیوں کے چمن زاروں کی سیر کر سکے ـ جہاں وہ آگ سے جلے چہرے ہیں، زخموں اور خون کے دھبوں کے پھول کھلے ہوئے دیکھتے ـ اِس سلسلے میں حقائق کا بیان دشوار ہے ـ ہم اتنا ہی کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی نسل کشی اور معاشی تباہی کا یک طرفہ کھیل برسوں سے مُلک کے مختلف حصوں میں جاری ہے ـ ایک فرسودہ اور انسانیت دشمن فریب پر کھڑی وطنی قومیت کی رُوح بد اسے نہایت وحشیانہ انداز سے بڑھا رہی ہے ـ

اِس موقع پر کچھ فرائض ساری انسانیت کے ہیں ـ لیکن سب سے پہلے مسلمان قوموں اور مُلکوں کا دائرہ آتا ہے جو قریب تر ہے ـ کیا وہ حسبِ ذیل نکات پر غور کریں گے ـ

۱ ـ تمام دوستیاں اور معاہدے اس وقت تک کے لیے معطل کر دیئے جائیں ـ جب تک بھارت کے مسلمانوں کو با عزت زندگی و ترقی اور دین و تہذیب کے تحفظ کی ضمانت نہیں مل جاتی ـ

۲ ـــ بھارت کے تمام ٹھیکوں اور سودوں کو منسوخ کر دیا جائے اور اس سے تجارتی لین دین بھی روک دیا جائے ـ

۳ ـــ بحری بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں کو استعمال کرنے کے معاہدات منسوخ کر دیئے جائیں ـ

۴ ـــ بھارت میں مسلمانوں کی جو نسل کشی ہو رہی ہے اس پر یو این او میں متفقہ احتجاج کرنے کے بعد سارا معاملہ بین الاقوامی عدالت کے سامنے لایا جا سکے ـ

۵ ـــ تازہ مُسلم کش ہنگامے کی جامع رپورٹ رابطہ یا مؤتمر مرتب کرائے اور ایک رپورٹ ۱۹۴۷ء سے اب تک کے مُسلم کش بلووں کی تیار ہونی چاہیے ـ

۶ ـــ بڑی بڑی چند مسلم سلطنتوں کی طرف سے بھارت سے فوری طور پر حسب ذیل اُمور کا مطالبہ

کیا جائے:

ا ۔ رابطہ موتمر عالم اسلامی اور اسلامی کانفرنس کی طرف سے ایک ایک وفد کو صورتِ حالات کا مطالعہ کرنے اور ہندو مسلم سب سے مل کر تفصیلات جمع کرنے کا موقع دیا جائے۔

ب ۔ مجلس ہلالِ احمر کو موقع دیا جائے کہ وہ مصیبت زدہ لوگوں تک تھوڑی بہت مدد پہنچا سکیں۔

ج ۔ بھارت اس بات کی قانونی ضمانت دے کہ ہر مرنے والے، ہر زخمی (مختلف مدارج)، ہر تباہ شدہ مکان یا دکان کا معقول معاوضہ دیا جائے، اور ضروری شرحیں طے کرنے کے لیے مختلف صوبوں کے ججوں کا ایک کمیشن بیٹھے۔

د ۔ مسلمانوں پر جن لوگوں نے حملے کیے ہوں ان پر بہ حیثیت فرد یا بہ حیثیت جماعت مقدمے چلائے جائیں، اسی طرح جن سرکاری افسروں یا ملازموں کے متعلق جانب داری کے شواہد ملیں، ان کو معطل کر کے ان پر مقدمات چلائے جائیں۔

کام کرنے کا یہ وہ کم سے کم خاکہ ہے جسے مسلمان قومیں بھارتی مسلمانوں کی مظلومیت کے زخموں پر مرہم رکھنے کا ذریعہ بنا سکتی ہیں۔

کچھ کرنا ہو تو کرنے کی یہ کم سے کم حد ہے، لیکن اگر حمیت تیمور کے گھرانے سے بالکل ہی رخصت ہو گئی ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ آج اگر موجِ خون بھارتی مسلمانوں کے سر پر سے گزر رہی ہے تو کل کسی دوسرے ملک والوں کے سر سے گزرے گی۔ اور پرسوں ہماری کسی تیسری قوم کو نمونۂ عبرت بننا ہو گا۔ خدا سب کو بچائے ـــ اور ہر کسی کے اپنے بچنے کی راہ یہی ہے کہ دوسرے کی مظلومی کی پکار پر سب لوگ اٹھیں اور لپکیں اور جو کچھ حمایت ہو سکتی ہو کریں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ آزمائش یا گرفت کے ان خوفناک لمحوں سے برصغیر کے مسلمانوں کو اور تمام عالمِ اسلام کی ملتِ محمدیہ کو بچا نکالے اور صراطِ مستقیم پر تمام مسلمانوں کو گامزن کر کے فلاح و سعادت کا مقام حاصل کرنے کی توفیق دے۔